ایمانی فراست

تالیف

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

ایچ، یم، حسین ٹرسٹ
H. M. Husain Trust
Email: hmhamuwash@yahoo.com
Cell: +91 7095168679

Front_1

طبع اول

محرم الحرام ۱۴۳۹ھ - اکتوبر ۲۰۱۷ء

نام کتاب: ایمانی فراست

مؤلف : مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

صفحات : ۱۶

تعداد : ۲۰۰۰

باہتمام : انجینیر محمد عثمان حیدرآبادی

قیمت : ہدیہ منجانب، ایچ، یم حسین ٹرسٹ

انتساب

والدین ماجدین

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

ملنے کے پتے

مجلس تحقیقات ونشریات اسلام، لکھنؤ۔ 0522- 2741539

دارعرفات، تکیہ کلاں رائے بریلی۔ 09807240512

ناشر

ایچ، یم، حسین ٹرسٹ

H. M. Husain Trust

Email: hmhamuwash@yahoo.com

Cell: +91 7095168679

Ema

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض ناشر

۱۹۶۰ء-۱۹۶۱ء میں حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کا برما کا سفر ہوا تھا، اس وقت وہاں مسلمانوں کے معاشرہ کو دیکھنے کا موقع ملا، اور اس میں انہوں نے زندگی کو صحیح دینی اور سماجی راہوں پر قائم رکھنے میں بڑی کوتاہی محسوس کی، چنانچہ اپنی تقریروں میں اس بات کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ یہ حال مادی لحاظ سے بہت بہتر اور اعلیٰ نظر آتا ہے لیکن یہ مستقبل کی سلامتی اور بہتری کی علامت نہیں بن سکتا، اگر زندگی کو دینی اور اخلاقی قدروں کا پابند نہیں کیا گیا، اور قوموں کے عروج وزوال کے اسباب کو سامنے نہیں رکھا گیا، تو یہی خوش حال معاشرہ ناکامی اور سخت نقصان اور خسارہ کا شکار ہوگا، اور پھر مسلمانوں کا یہاں رہنا مشکل ہو جائے گا۔

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے جن باتوں سے ڈرایا تھا، بہت کم مدت میں وہ باتیں سامنے آئیں، اور بڑے تاجروں کو قلاش ہو کر ملک چھوڑنا پڑا، ہندوستان اور دوسرے ملکوں میں انہیں پناہ لینی پڑی، اس وقت ملک بدر ہونے والوں نے حضرت مولاناؒ کی تقریروں کو بہت یاد کیا، اور ان کی اہمیت تسلیم کی، حضرت مولانا رحمۃ اللہ نے برما میں بیسیوں تقریریں کیں، معاشرہ کو جھنجھوڑا، اور داعیانہ کردار کے ساتھ زندگی گزارنے پر ابھارا، ان ہی میں سے ایک مؤثر خطاب ہدیۂ قارئین ہے کہ یہ ایک بھولا ہوا سبق ہے جس کا اعادہ کیا جا رہا ہے، آج برما کے حالات ہمارے سامنے ہیں، اور اس طرح کے حالات خود ہمارے ملک کے مختلف علاقوں میں پائے جاتے ہیں، کاروباری مزاج غالب آرہا ہے، مادی وسائل پر بہت زیادہ اعتماد کیا جا رہا ہے۔

یہ خطاب صرف تاجروں کے لیے نہیں، یہ علماء، مصلحین، اور اسلامی اداروں کے منتظمین کے لیے بھی مفید ہے، اور یہ صرف برما کے لیے ہی نہیں، دوسرے ملکوں کے مسلمانوں اور استفادہ کرنے والوں کے لیے بھی ایک بہترین تحفہ ہے۔

حضرت مولانا رحمہ اللہ کی برما میں کی گئی یہ تقریریں 'تحفۂ برما' کے نام سے مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ سے کچھ مدت پہلے شائع ہو کر مقبول عام وخاص ہوئیں۔ (ادارہ تعمیر حیات)

Back_1

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

کسی نسخہ کے تمام اجزاء ومفردات کو طبیب کی بتائی ہوئی ترکیب اور ہدایت کے مطابق استعمال کیے بغیر کبھی نفع نہیں ہوسکتا، اس کا کوئی بہترین جزء کبھی پورے نسخہ کا قائم مقام نہیں ہوسکتا، اس کی تاثیر میں اس کی خاص ترکیب کو، ادویہ کی مخصوص آمیزش کو، ترکیبِ استعمال کو بڑا دخل ہے، اگر کوئی شخص اس کا کوئی ایک جزء استعمال کرے یا بے قاعدہ استعمال کرے، پینے کے بجائے لیپ کرے، سینکنے کے بجائے کھا لے، تو اس کو بجائے فائدہ کے نقصان ہوگا اور کم سے کم درجہ یہ ہے کہ کچھ فائدہ نہ ہوگا، دین بھی ایک مکمل نسخہ ہے جس کو مجموعی حیثیت سے اور اسی ترکیب سے استعمال کرنا چاہیے جیسا کہ طبیب حاذق (پیغمبر علیہ السلام) نے ہدایت کی ہے، اگر اس میں مریض نے اپنی طرف سے کوئی کمی کی، اجزاء کا انتخاب یا ترمیم واصلاح کی، تو طبیب نفع کا ذمہ دار نہیں۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم شریعت پر مکمل عمل کیا کرتے تھے، چنانچہ وہ اسلام کا مکمل نمونہ تھے، ان پر اس کا مکمل رنگ تھا، وہ سر سے پاؤں تک اس رنگ میں ڈوبے ہوئے تھے، ان کی پوری زندگی اور معاشرت مکمل اور منظم تھی، یہودیوں اور عیسائیوں میں دونوں عیب تھے، علماء کہتے ہیں کہ نصاریٰ پر تفریط (کمی کرنا) غالب تھی اور یہود پر افراط (غلو اور زیادتی) غالب تھی۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

Emar

غیر مسلم اکثریتی ممالک میں مسلمانوں کا اندازِ حیات

ابراہیمی نسبت

برمی دوستو! مٹی کی نسبت کے اعتبار سے جس کی ایک اصل اور حقیقت ہے جس کا ہم احترام کرتے ہیں، اسلام اس سے انکار نہیں کرتا، اور اس کو ختم کرنے کا حکم نہیں دیتا ، مٹی کی نسبتوں کے اعتبار سے جن کی اصل "مِنۡهَا خَلَقۡنٰكُمۡ وَفِيۡهَا نُعِيۡدُكُمۡ وَمِنۡهَا نُخۡرِجُكُمۡ تَارَةً اُخۡرٰى "[سورہ طٰہٰ:۵۵] ہے۔ ہم برمی ہیں، ہم ہندوستانی ہیں، ہم ترک ہیں اور اسی اعتبار سے ہم سید ہیں، مغل ہیں، پٹھان ہیں، لیکن ایمانی اور اخلاقی حیثیت سے، دماغی اور ذہنی حیثیت سے ہم ابراہیمی ہیں، ہم محمدی ہیں اور ہم مسلم ہیں۔

آپ کو اپنیا ابراہیمی صفت کا صاف صاف اظہار کرنا چاہیے، اس کا ثبوت دینا چاہیے کہ ہم ذہنی، ایمانی اور روحانی اعتبار سے اور ان نسبتوں کی حیثیت سے جو زیادہ قیمتی ہیں، صرف ابراہیمی ہیں، آپ کا خاندان ابراہیمی ہے، چاہے آپ برما میں رہتے ہوں، چاہے ترکستان اور استنبول میں ، چاہے جاوا وسماترا میں ، چاہے مشرق اقصیٰ کے رہنے والے ہوں، آپ کا خاندان خاندانِ براہیمی ہے، تمام دنیا سے ہٹ کر ایک نئے قسم کے کنبہ کے آپ فرد ہیں۔

ہمارا کام

ہمارے اور آپ کے درمیان ایک مشابہت ہے، ہم بھی چاروں طرف مذاہب اور مختلف عقائد سے گھرے ہوئے ہیں، ہمارا کام یہ ہے کہ ہم دوسروں کو راستہ بتلائیں، ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم دوسروں کے پیچھے چلیں۔

ایک خاندان اور ایک تہذیب

ہم سب خاندانِ ابراہیمی کے افراد ہیں، اپنی قومی اور لسانی حیثیت سے ہماری زبانیں کتنی ہی کیوں مختلف نہ ہوں، ہم سب ایک ہیں، مراکش کے مسلمان، ملایا کے مسلمان، برما کے مسلمان، ہندوستان کے مسلمان، الجزائر کے مسلمان، سب کی ایک تہذیب ہے۔

ہوسکتا ہے کہ آپ کے لباس کا ایک طریقہ ہو اور میرے لباس کا ایک طریقہ، مثلاً ہمارے یہاں شیروانی پہنی جاتی ہے، آپ برمی کی حیثیت سے ہرگز اس کے پابند نہیں کہ یہ لباس پہنیں، اسلام نے لباس کی تراش وخراش اور لباس کی کاٹ ایک طرح کی نہیں دی، انبیاء علیہم السلام نے یہ حکم نہیں دیا کہ ایک ہی طرح کے لباس پہنو، آپ دنیا کے کسی میوزیم اور عجائب گھر میں حضرت ابراہیم کا لباس نہیں، وہ لباس ہوتا تو ہمارے لیے ایک بہت بڑی آزمائش ہوتی، اس وقت یہ سوال ہوتا کہ ہم یہ لباس پہنیں یا دوسرا لباس۔

ہم دیکھتے ہیں کہ اگر دنیا بھر کے مسلمانوں کو کسی جگہ جمع کر کے دیکھا جائے تو ان کا لباس مختلف قسم کا ہوگا، یہ اختلاف تہذیب کا اختلاف نہیں کہلائے گا، اسلام سب کی اجازت دیتا ہے، بشرطیکہ ان حدود سے تجاوز نہ کیا جائے جن کی تعیین انبیاء علیہم السلام نے کی ہے۔

ابراہیمی تہذیب کی حقیقت

ابراہیمی تہذیب دراصل انہیں حدود کا نام ہے، اور اسی وجہ سے وہ دنیا کے اس سرے سے زندگی گزارنے کے لیے، ایک سلیم الفطرت انسان نہایت آسانی سے اس میں زندگی گزار سکتا ہے، لیکن حدود کا پابند رہنا پڑے گا، مرد ریشم نہ پہنیں، بے پردگی اور اسراف نہ ہو، ٹخنوں سے نیچے نہ ہو، گھٹنوں سے اوپر نہ ہو، بے حیائی نہ ہو، فضول خرچی نہ ہو، چنانچہ اس وسعت کی بنا پر ہماری وضع قطع کی سارے قدرتی اختلافات ابراہیمی تہذیب کی وحدت میں سما جاتے ہیں۔

حدود کے اشتراک کے اعتبار سے اگر آپ تہذیبی یگانگت دیکھنا چاہیں تو آپ ایک

بہت واضح مثال میں دیکھ سکتے ہیں کہ برما کے مسلمان داہنے ہاتھ سے کھاتے ہیں، ہندوستان کے مسلمان بھی داہنے ہاتھ سے کھاتے ہیں، عرب کے مسلمان تو موٹر بھی دائیں طرف چلاتا ہے اور ساری دنیا کا مسلمان ہر اچھا کام داہنے ہاتھ سے کرتا ہے، بائیں ہاتھ سے صرف وہی کام کرتا ہے جن کا تقاضا ضرورت یا فطرت کرتی ہے، یہ چیز ان حدود میں سے ہے جن کی تعیین انبیاء علیہم السلام نے کی ہے، ابراہیمی تہذیب میں ہر چیز کے کچھ حدود ہیں، ازدواجی زندگی کے کچھ ضوابط ہیں، معاشرت کے بارے میں کچھ ہدایات ہیں، اس کے بعد آپ کا جی چاہے برما کی غذائیں کھائیں، آپ کو اختیار ہے جس طرح پکائیں کھائیں، کوئی مخالفت نہیں کرے گا، اللہ تعالیٰ نے صاف ممانعت فرمادی ہے کہ کوئی کسی کے لباس پر مذاق نہ اڑائے، کسی کے کھانے پینے اور رہنے سہنے کے طریقہ کا مذاق نہ اڑائے، کوئی کسی کی زبان کا مذاق نہ اڑائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسَى أَنْ يَّكُونُوا خَيْراً مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّنْ نِّسَاءٍ عَسَى أَنْ يَّكُنَّ خَيْراً مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ". [سورہ حجرات:۱۱] (اے ایمان والو! نہ مردوں کو مردوں پر ہنسنا چاہیے، کیا عجب ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں، اور نہ عورتوں کو عورتوں پر ہنسنا چاہیے، کیا عجب ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں، اور نہ ایک دوسرے کو طعنہ دو، اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے پکارو، ایمان کے بعد گناہ کا نام ہی برا ہے، اور جو (اب بھی) توبہ نہ کریں گے، وہی ظالم ٹھہریں گے)۔

ملک کی وفاداری اور ابراہیمی تہذیب میں کوئی تضاد نہیں

برما کے دوستو اور بزرگو! آپ کے ملک کے حالات کچھ بھی کیوں نہ ہوں، مجھے اس سے بحث نہیں، آپ کو اپنے ملک کا وفادار اور مخلص رہنا چاہیے، ملک کی تعمیر اور ترقی میں حصہ لینا چاہیے اور ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر تعمیری صلاحیت کا ثبوت دینا چاہیے، آپ کو اپنی

قابلیت، دیانتداری، انتظامی لیاقت، صداقت، ذہن کی صفائی، استقامت اور کیریکٹر کا ثبوت دینا چاہیے، آپ اس طرح ملک کی خدمت کریں کہ آپ کی اہمیت محسوس ہو، اور اس طرح دوسرے عناصر سے آگے بڑھ جائیں لیکن آپ کو ابراہیمی تہذیب کا بھی وفادار ہونا چاہیے۔

برمی شاعر و ادیب بنئے

آپ اپنے ملک کی زبان کی طرف بھی پوری توجہ دیجیے، نہ صرف یہاں کی زبان پڑھیے، بلکہ ادیب بننے کی کوشش کیجیے، شاعر بننے کی کوشش کیجیے، یہاں کی معیاری اور ٹکسالی زبان میں لکھیے یہاں تک کہ آپ کی زبان معیاری تسلیم کی جائے، آپ کی زبان اور ادبیت اور فنی کمال کا اعتراف کیا جائے، ان سب کے باوجود ابراہیمی تہذیب کے وفادار رہیے۔

آپ جو چاہیں زبان اختیار کیجیے، مگر ابراہیمی تہذیب آپ پر یہ پابندی عائد کرتی ہے کہ جھوٹ نہ بولیں، آپ کا رسم الخط دائیں طرف سے شروع ہو یا بائیں طرف سے، بائیں طرف سے لکھنے پر اسلام کی شریعت میں کوئی اعتراض نہیں، اسلام کی نگاہ میں سب زبانیں برابر ہیں، بے شک عربی زبان کا ایک درجہ ہے، کیونکہ وہ آسمانی زبان ہے، باقی کوئی زبان مقدس نہیں، زبانوں کا اختلاف بالکل قدرتی اور طبعی ہے۔

عربی کے بعد تمام زبانیں برابر ہیں

عربی تو اسلام کی شریعت کی سرکاری زبان ہے، اس کے بعد اردو اور برمی بالکل برابر ہے، فارسی اور برمی بالکل برابر ہے، دائیں طرف سے شروع ہونے والی زبان ہو یا بائیں طرف سے شروع ہونے والی زبان ہو، اللہ کی نگاہ میں دونوں یکساں ہیں۔

یہ دوسری بات ہے کہ دائیں طرف سے شروع ہونے والی زبانوں میں اسلام کی ادبیات کا ایک بڑا وسیع ذخیرہ ہے، اس لیے کہ دائیں طرف سے لکھنے والے سامی یا آرین زبانوں میں ایسی نسلیں پیدا ہوئیں جن کو دنیا میں تاریخ کا طویل عرصہ ملا کہ وہ اسلام کی خدمت کرسکیں، انہوں نے اس زبان کے ذریعے اسلام کو سمجھایا، اسلام کی تعلیمات کو منتقل

کیا، لیکن اس سے زبانوں کے مرتبہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور اس سے کسی زبان کی پابندی نہیں عائد ہوتی، البتہ ابراہیمی تہذیب یہ پابندی عائد کرتی ہے کہ آپ دائیں سے لکھیں یا بائیں سے، اس میں کوئی جھوٹی دستاویز نہ ہو، اس میں کوئی افتراء پردازی نہ ہو، دروغ نہ ہو، اور بدیانتی نہ ہو، یہ ہے ابراہیمی تہذیب کا رول یہ ہے ابراہیمی تہذیب کا چارٹ، اور یہ ہے ابراہیمی تہذیب کا حصہ آپ کی زندگی کی تشکیل میں۔

ناموں سے اسلامیت کا اظہار

ہمارے ناموں کے ساتھ عبدیت اور اسلامیت کا اظہار ہونا چاہیے، آپ اپنے اسلامی نام کے ساتھ برمی لقب یا تعارفی نام اختیار کر سکتے ہیں، لیکن ساتھ میں ایک اسلامی نام ضرور ہونا چاہیے تاکہ بکھرے ہوئے منتشر ابراہیمی کنبہ کے افراد جب جمع ہوں تو تعارف ہو سکے، میرا نام علی ہے، کسی کا نام احمد ہے، کوئی عبدالعزیز ہے، سعید ہے، ابراہیم اور موسیٰ ہے، یہ سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی یادگاریں ہیں، اور انبیاء کے فرزندوں اور ان کے خاندان کے افراد کی یادگاریں ہیں، توحید کا اعلان اور ابراہیمیت اور اسلامیت کا اظہار ہمارے ناموں کا طرۂ امتیاز ہونا چاہیے۔

ہم ایک ہیں

برمی دوستو! آپ میری اس بات کو سمجھ لیجیے کہ ہم سب ایک کنبے کے افراد ہیں، مشرق وسطیٰ سے لے کر مغرب اقصیٰ تک اور مراکش سے انڈونیشیا تک ہم سب ایک ہیں، ہماری زبانیں مختلف، ہماری قومیتیں مختلف، ہماری وضع مختلف، اور ملکی خصوصیتوں کے اعتبار سے ہم مختلف ہیں، لیکن عقیدۂ توحید اور ابراہیمی تہذیب کے اعتبار سے ہم متحد، مقصد زندگی میں بھی ہم متحد اور ایک ہیں۔

مسلمان بن کر رہیے اور اسلام پر مریئے

آپ اس ملک میں یہ عزم کر کے رہیں کہ آپ کو مسلمان ہو کر رہنا ہے، آپ

اگر برما کے ہیں تو آپ کو اختیار ہے کہ آپ برما کی زمین میں دفن ہوں، کوئی مجبور نہیں کرے گا کہ نجف اشرف، بقیع شریف، اور جنت المعلیٰ میں آپ دفن ہوں، آپ برما کی سرزمین کو اسلامی نعشوں اور مسلمانوں کے مدفن سے گلزار بنائیں، آپ جگہ جگہ یہ امانتیں دفن اور سپرد کریں تا کہ حشر کے دن زمین کے چپے چپے سے ایمان لانے والے اور ملت ابراہیمی کے افراد اٹھیں، کوئی جاوا سے اٹھ رہا ہو، کوئی سماترا سے اٹھ رہا ہو، کوئی سمندر کے کنارے سے اٹھ رہا ہو، کوئی پہاڑ کی چوٹی سے اٹھ رہا ہو۔

لیکن جب ہماری روح پرواز کر رہی ہو تو "لاالٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ" ہماری زبان پر ہو، "وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ" کا یہی مطلب ہے، ہم سے یہ نہیں کہا جاتا کہ:

"ولا تموتن الا وأنتم فی مکة، ولاتموتن إلاوأنتم فی المدینة، ولاتموتن إلاوأنتم فی الحرم، ولاتموتن إلا وأنتم کذاوکذا".

سمندروں میں مرو یا پہاڑ کی چوٹیوں پر مرو، آپ سے کوئی سوال نہیں کرے گا کہ یہاں کیوں مرے، اور یہاں کیوں مرے، ساری زمین اللہ کی ہے، مشرق میں رہو تو اللہ کے لیے، مغرب میں رہو تو اللہ کے لیے اور جب مرو تو زبان پر اللہ کا نام ہو۔

ملت ابراہیم

برما کے دوستو! آپ کو اپنی سرزمین مبارک، اپنی خصوصیات مبارک، یہ آزاد، سرسبز و آباد خطہ مبارک، آپ کو اپنی زبان مبارک اور رسم الخط مبارک، آپ کو اپنا وطنی کلچر اور زمین کی خصوصیات مبارک، اپنے ملک کو ترقی دیجیے، اس کی تعمیر وترقی میں پوری طرح حصہ لیجیے، دلچسپی، جمعیت خاطر اور پورے اطمینان کے ساتھ حصہ لیجیے، اس سے کوئی آپ کو محروم نہیں کرسکتا، اور کوئی آپ پر اعتراض نہیں کرسکتا، لیکن یاد رکھیے، آپ اس خاندان کے علاوہ بلکہ اس سے بڑھ کر ایک دوسرے خاندان کے فرد ہیں، اور وہ خاندان ابراہیمی ہے، اللہ تعالیٰ

فرماتا ہے: "مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ" (تم اپنے باپ ابراہیم کی ملت پر قائم رہو، اسی نے تمہیں مسلمان قرار دیا)۔

ملت ابراہیمی پر کسی کی اجارہ داری نہیں

ایک مصر کے عرب کا، مکہ کے قریشی کا، یمن کے زیدی کا، مراکش کے حسنی کا، جاوا اور سماترا کے حضرمی کا، جتنا دین ابراہیمی، ملت ابراہیمی، اور شریعت ابراہیمی پر حق ہے، اتنا ہی حق ملایا کے مسلمان، برما کے مسلمان اور انڈونیشیا کے مسلمان کا بھی ہے، ہندوستان کے برہمن زادے اور افغانستان کے افغانی کا بھی ہے، یہ حق کوئی نہیں چھین سکتا، آپ برما میں رہیں تو ابراہیمی بن کر رہیں، ہندوستانی میں ہوں تو ابراہیمی رہیں، آپ برہمن کی اولاد ہوں تو ابراہیمی بن کر رہیں۔

ایک غیر ابراہیمی سید کے مقابلے میں جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اپنا رشتہ کاٹ دیا ہو وہ برہمن زادہ ہزار ہا درجہ افضل ہے جس نے اپنا روحانی، ایمانی، اخلاقی، عقلی اور تہذیبی رشتہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے خاندان سے قائم کرلیا، وہ اس ہاشمی، حسنی اور حسینی سید سے جس نے بد قسمتی اور کورِ باطنی سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اصل نسبت سے رشتہ منقطع کردیا، زیادہ افضل ہے ؎

کیا خوب امیر فیصل کو سنوسی نے پیغام دیا
تو نام ونسب کا حجازی ہے پردل کا حجازی بن نہ سکا

اگر ایک برمی کا دل حجازی ہے تو اس ہاشمی سے ہزار درجہ اچھا ہے جو اپنے خاندان اور نسبت پر فخر کرتا ہے، جو جاہلیت عرب پر فخر کرتا ہے، جو ابوجہل اور ابولہب کی اولاد ہونے پر فخر کرتا ہے اور ملت ابراہیم کی تہذیب اور خصوصیات سے اس کوئی دلچسپی نہیں۔

فانی رشتے

عزیز دوستو! یہ سب رشتہ فانی ہیں، ہمارے آپ کے یہ تمام مادی رشتے باقی رہنے

والے نہیں، نہ ہاشمی رہے گا، نہ عربی، نہ برمی رہے گا اور نہ ملائی، نہ انڈونیشی رہے گا، نہ جاوی، بس اللہ کا نام باقی رہے گا، اور اللہ کے لیے خلوص باقی رہے گا، نام ونسبت کے اختلاف اور خاندانوں کی کمتری اور بہتری سب فانی اور ہیچ ہیں، اللہ تعالیٰ کو دین عزیز ہے، اخلاص اور للّٰہیت عزیز ہے اور ابراہیمیت عزیز ہے اور اس کے باقی رہنے کا اللہ نے فیصلہ کیا ہے۔

کامیابی اور غلبہ کا فیصلہ

برما کے دوستو! تمہارا دنیا میں باقی رہنا، پھلنا اور پھولنا، کامیاب ہونا، کمزور ہو تو طاقتور ہونا، مغلوب ہو تو غالب ہونا، اللہ کے یہاں مقدر ہے، اور اللہ کے یہاں ایک فیصلہ شدہ حقیقت ہے بشرطیکہ آپ نے اپنے اندر وہ صفات پیدا کیں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت آتی ہے، جس کی وجہ سے اللہ کی طرف سے پیار ہوتا ہے، اور جس کی وجہ سے ابراہیم علیہ السلام خلیل بنے، آزر کے خدا جانے کتنے بیٹے تھے، دنیا میں آج کون ہے جو ان کے نام جانتا ہو لیکن صرف ابراہیم علیہ السلام اور ابراہیمی قیامت تک باقی رہیں گے، اس لیے نہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نینوا یا بابل میں پیدا ہوئے یا اس لیے نہیں کہ وہ بہت زیادہ ذہین اور خوبصورت تھے بلکہ اس لیے کہ وہ قلب سلیم لے کر آئے تھے۔

محبوبیت کا راستہ

کامیابی کی شرط یہ ہے کہ ہم اللہ کے محبوب بنیں، اللہ کی محبوبیت کا راستہ سلطنت نہیں، سیاست نہیں، اقتصادی اور معاشی تفوق نہیں، تنظیم نہیں، محبوبیت پیدا کرنے کا راستہ محض ذہانت نہیں، محبوبیت پیدا کرنے کا راستہ یہ ہے کہ محبوبوں کی وضع اختیار کرو، محبوبوں کے خاندان میں داخل ہو جاؤ، ان کی تہذیب پیدا کرو، اور محبوبیت کے مرکز اعظم اور منبع اعظم محمد صلی اللہ وسلم کی وضع اور تہذیب اختیار کرو، تب آپ اللہ کے محبوب بن سکتے نہیں۔

دو نسبتیں

عزیز دوستو! آپ کی دو نسبتیں ہیں، ایک نسبت ہے اس وطن اور اس کی خاک سے،

اس کے مسائل، اس کی مصلحتوں اور ذاتی اغراض اور ذاتی عروج سے، اس کی اللہ کے یہاں کوئی حقیقت نہیں، اور ایک نسبت ہے ابراہیم علیہ السلام سے، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے، اللہ سے اور اسلام سے، یہ نسبت اللہ کو پیاری ہے، اس کو بڑھایئے اور مضبوط کیجیے۔

دین و دنیا باہم آمیز

آپ کو یقیناً اپنے ملک کا وفادار رہنا چاہیے، اپنی لیاقت اور قابلیت کا سکہ دماغوں پر اور قانون سازوں کے ذہنوں اور نئی نسل پر اور ساری دنیا پر بٹھانا چاہیے، اور اپنی قابلیت کا لوہا منوا دینا چاہیے، حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح آپ کو بھی یہ کہنے کا حق ہے: "اِجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَائِنِ الْاَرْضِ" اپنے آپ کو اس کا اہل ثابت کرنا چاہیے ۔

سبق پڑھ پھر صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

آپ میں غیر معمولی ذہانت اور انصاف کا ایسا جذبہ ہونا چاہیے کہ آپ ترازو بن جائیں، یہاں تک کہ آپ کا ایک ایک فرد اٹھ کر کہے کہ: "اِجْعَلْنِیْ عَلَی خَزَائِنِ الْاَرْضِ" حضرت یوسف علیہ السلام نے جو کچھ کہا، ان کی کوئی سفارش کرنے والا نہیں تھا، وہ ایک بیگانہ قوم کے فرد تھے، لیکن آپ کا کیریکٹر، آپ کا اخلاق، آپ کی دیانت، آپ کی نبوت اس کی سفارش کرتی تھی۔

اے برما کے مسلمانو! آپ میں سے ایک ایک فرد میں یہ قابلیت ہونی چاہیے کہ وہ اپنے ملک کے باشندوں سے اور برادران وطن سے خواہ وہ کسی مذہب کے پیرو ہوں، کہہ دیں کہ "اجعلنی علی خزائن الارض" مجھے وزیر صنعت اور معدنیات بنا کر دیکھو، وزیر داخلہ بنا کر دیکھو، آپ میں ایسی قابلیت ہونی چاہیے اور ملک کے ایسے فرض شناس، لائق تعلیم یافتہ ہونا چاہیے کہ ہر طبقہ کے لوگوں کی نگاہیں آپ کی طرف اٹھیں، اور مشکلات کا حل آپ سے سیکھیں، لیکن جہاں تک عقائد، یقین اور مقصدِ زندگی کا تعلق ہے، اس میں

آپ ابراہیمی تہذیب کے پیرو رہیے، اپنے مقصدِ زندگی میں منفرد اور ممتاز رہیے اور بالکل اس طرح ممتاز رہیے جیسے روشنی کا مینار ہوتا ہے۔

گماں آباد ہستی میں یقیں مردِ مسلماں کا
بیاباں کی شبِ تاریک میں قندیل رہبانی

آج شک وشبہ کی اس دنیا میں، بداخلاقی کی اس دنیا میں، بدکرداریوں، بے ایمانوں اور دغابازیوں کی اس دنیا میں، اقربا نوازی اور خیانت کے اس دور میں اپنی انفرادیت، اپنا امتیاز اور اپنی جداگانہ حیثیت قائم رکھئے اور اپنے عقائد کے 'حبل متین' کو مضبوطی سے پکڑ لیے۔

امتیازی شان

بے شک کماؤ اور کھاؤ، زبانیں پڑھو اور سیکھو، ادب میں امتیاز پیدا کرو، مصنف بنو، شاعر بنو، ادیب بنو، برمی زبان کے فاضل بنو، پروفیسر بنو، انجینئر بنو، سائنٹسٹ بنو، لیکن اس کے ساتھ اسلامی خصوصیت اسی طرح آپ کے اندر روشن اور چمکنی چاہیے جس طرح کہ پیشانی کا نور چمکتا ہے اور جس طرح دوسرے ملک کے لوگ آپ کے ملک میں پہچانے جاتے ہیں، آپ خود اپنے اندر امتیاز پیدا کیجیے تاکہ آپ اپنے ملک والوں میں پہچانے جائیں۔

نازک امانت

دوستو! خدا نے آپ کو بڑی نازک امانت سپرد کی ہے، عرب کے لوگ اور وہ لوگ جو مکہ مدینہ میں رہتے ہیں، ان کا اتنا بڑا امتحان نہیں جتنا کہ آپ کا بڑا امتحان ہے، مصر اور شام کے مسلمانوں کا کوئی امتحان نہیں، ان کے سامنے کوئی اور فلسفہ نہیں، ان کے سامنے کوئی دوسری دعوت نہیں، لیکن برما اور ہندوستان کے مسلمانوں کی قوتِ ایمانی کا بھی امتحان ہے، اور ذہانت کا بھی، آپ کی قوت فیصلہ کا بھی امتحان ہے، اور زندگی کی صلاحیتوں کا بھی، آپ کو ثابت کرنا ہے کہ آپ ایمان کے ساتھ زندہ رہنے کے اہل ہیں یا نہیں۔

میں آپ سے کہنا چاہتا ہوں کہ برمی خصوصیات اپنے اندر خوشی سے پیدا کیجیے، زبان

سیکھیے ، بچوں کو پڑھایئے ، اپنا حصہ رسدی حاصل کیجیے، ملک کے ایڈمنسٹریشن میں اپنے شایان شان حصہ لیجیے، لیکن ساتھ ہی ساتھ داعی بھی ہو، مومن بھی رہو، توحید کا اعلان بھی کرتے رہو اور پیغام پہنچانے والے بھی بنو۔

آپ کا مقام متبع کا مقام نہیں، مقلد کا مقام نہیں، آپ کا مقام امام اور پیشوا کا مقام ہے، آپ کا اس دیس میں جیسا باقی رہنا ضروری ہے اسی طرح ایمان بھی باقی رہے، توحید بھی باقی رہے، فکر آخرت بھی باقی رہے، تمام برمی باشندوں کے متعلق خدا کے یہاں آپ سے سوال ہوگا کہ اللہ نے آپ کو سینکڑوں برس اس ملک میں باقی رکھا، لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعوت اور آپ کا دین کیوں آپ کے اندر محدود رہا، اس کو پھیلنا اور وسیع ہونا چاہیے۔

آپ کو اپنا عمل اس طرح پیش کرنا چاہیے کہ برمی بھائیوں کا دل آپ کی طرف کھنچے، زبان سے تبلیغ کے ساتھ ساتھ عمل بھی ایسا ہونا چاہیے کہ دوسری قوموں پر اس کا اثر ہو، آپ کا تاجر بازار میں بیٹھے تو معلوم ہو کہ مسلمان تاجر ایسا ہوتا ہے اور لوگوں کو شوق ہو کہ وہ آپ کے پاس آئیں۔

اسلام اور تلوار

اسلام کی تاریخ میں کسی تلوار کی صورت نظر نہیں آتی، کوئی لشکر کشی نہیں ہوئی، چین میں کوئی لشکر نہیں بھیجا گیا، انڈونیشیا میں کوئی تلوار نہیں چمکی، اسلام راست باز سوداگروں اور خدا پرست صوفیوں کے ذریعے پھیلا، آج کیوں اسلام نہیں پھیل رہا ہے، وجہ یہ ہے کہ ہمارے اندر کمزوری آ گئی ہے، ہم نے اپنی انفرادیت کھودی ہے، ہمارا تاجر دوسرے تاجروں سے الگ نہیں، ہمارا ملازم دوسرے ملازموں سے الگ نہیں، اور ہمارا پڑھا لکھا انسان دوسرے پڑھے لکھے انسانوں سے الگ نہیں ہم کو تو ایسا ممتاز ہونا چاہیے اور ہم میں ایسی پہچان ہونی چاہیے جیسے برسات میں رات کا دیا ٹمٹماتا ہے یا اندھیری رات میں ستارے چمکتے ہیں۔

کیرکٹر کی تلوار

میرے دوستو! آپ کو بہت کچھ کام کرنا ہے، آپ کو اس ملک میں محبوب بن کر رہنا چاہیے، آنکھوں کا تارا بن کر رہنا چاہیے، اس طرح رہنا چاہیے کہ ملک کے ذرے ذرے کو آپ سے انس ہو، خدانخواستہ کبھی آپ اس ملک سے جانے کا ارادہ کریں تو یہاں کی خاک آپ کا دامن تھام لے، آپ کے بھائی آپ کے راستے میں لیٹ جائیں، مسلمان جہاں رہتا ہے محبوب بن کر رہتا ہے، کسی قوم کے سر پر زبردستی مسلط ہو کے رہنا مسلمان کی شان نہیں، اگر آپ کے اندر اسلامی کیریکٹر پیدا ہو جائے تو آپ کے سارے مسائل حل ہو جائیں۔

روشن مستقبل اور اس کی پکی ضمانت

میں یہاں برما میں آکر بہت محظوظ ہوا، مجھے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ یہاں مسلمانوں کا مستقبل روشن ہے، خدا کے فضل سے وہ مشکلات بھی نہیں جو دوسرے ملکوں میں رہنے والوں کو پیش آتی ہیں، وہ نفرت بھی نہیں جو بعض ملکوں میں پائی جاتی ہے، آپ اس ملک میں اطمینان سے رہیے لیکن یہ ارادہ کر کے رہیے کہ آپ اللہ کے دین کے داعی ہیں تا کہ اللہ کی مدد آپ کے ساتھ شامل ہو، اگر اللہ کی مدد آپ کے ساتھ شامل رہی تو کوئی آپ کا بال بیکا نہیں کر سکتا ۔

مٹ نہیں سکتا کبھی مردِ مسلماں کہ ہے
اس کی نواؤں سے فاش سرِ کلیم و خلیل

دنیا کے اس بتکدے میں اگر اذان کی ضرورت ہے تو مؤذن کی بھی ضرورت ہے، اس بتکدے میں صدائے توحید بلند کرنے کی بھی ضرورت ہے، اس لیے آپ مؤذن بن کر رہیے، اس نقار خانہ میں مؤذن کی صدا بن جائیے، اللہ اس صدا کی بھی حفاظت کرے گا اور اس صدا والے کی بھی حفاظت فرمائے گا۔

☆☆☆☆☆